رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیر وا ما بانفسھم
قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۔ خواص اور معاونین سے ۔ ہندوستان سے باہر ۔
ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

۵ رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر
کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم

نمبر ۴۶ | دار الامن و الامان قادیان ۱۷ دسمبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات
حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۲۸ ۔ نومبر کی سیر اور مسٹر ڈکسن سیاح کی روانگی

ہم آجتک ناظرین کو مسٹر ڈی ڈکسن سیاح کی روانگی پر حضرت اقدس نے جو تبلیغ کی تھی سنا نہیں سکے وجہ وہی عدم گنجایش ۔ آج ہم اس سلسلہ کو بفضلہ تعالیٰ شروع کر دیتے ہیں ۔ ایڈیٹر

۲۸ ۔ کی صبحکو قریباً ساڑھے آٹھہ بجے حضرت اقدس سیر کو نکلے اور چونکہ آپ میں مہمان نوازی کا اعلیٰ درجہ کا وصف ہے اور مہمان نوازی سنت الانبیاء میں

سے ہے کیونکہ یہ مخلوق دل سے چاہتی ہے کہ لوگوں کو ہدایت ہو اور مخلوق پر اس مخفی خدا کو آشکار کریں جو انپر جلوہ فگن ہوتا ہے اسی لحاظ سے آنحضرت نے نیچے اترتے ہی مسٹر ڈکسن کو مخاطب کرکے فرمایا

حضرت اقدس ۔ ہماری دلی آرزو یہی ہے کہ آپ چند روز ہمارے پاس اور ٹھیریں تاکہ میں اسلام کی وہ روحانی فلاسفی جو اس زمانہ میں مخفی تھی اور جو خدا نے مجھے عطا کی ہے آپکو سمجھاؤں ۔

مسٹر ڈکسن ۔ میں آپ کا ازبس ممنون ہوں مگر آج مجھے جانا ہی چاہیے میں نے کچھہ کچھہ سُن لیا ہے ۔

اس گفتگو کے بعد حضرت اقدس سیر کے لیے روانہ ہو پڑے اور مندرجہ ذیل تقریر آپ نے شروع کی ۔

حضرت اقدس ۔ چونکہ آپکو چلے جانا ہی ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ کچھہ تو اپنے مقصد کو بیان کر دوں ۔ انبیاء علیہم السلام

کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور اُنکی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالےٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کیطرف لے جاتی ہے اور جسکو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے ۔ پس اسوقت بھی جو خدا تعالےٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنیکی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے ؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کیطرف رہبری کرتا ہوں دنیا میں لوگوں نے جسقدر طریقے اور حیلے گناہ سے بچنے کے لیے نکالے ہیں اور خدا کی شناخت

کے جو اصول تجویز کیے ہیں وہ انسانی خیالات ہونے کی وجہ سے بالکل غلط ہیں اور محض خیالی باتیں ہیں جنہیں سچائی کی کوئی روح نہیں ہے۔ میں ابھی بتاؤں گا اور دلائل سے واضح کروں گا کہ گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بات پر کامل یقین انسان کو ہو جاوے کہ"

خدا ہے اور وہ جزا سزا دیتا ہے

جب تک اس اصول پر یقین کامل نہ ہو گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔ دراصل **خدا ہے** اور **ہونا چاہیے** یہ دو لفظ ہیں جنہیں بہت بڑے غور اور فکر کی ضرورت ہے۔ پہلی بات کہ **خدا ہے** یہ علم الیقین بلکہ حق الیقین کی تہ سے نکلتی ہے اور دوسری بات قیاسی اور ظنی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو فلاسفر اور حکیم ہو وہ صرف نظام شمسی اور دیگر اجرام اور مصنوعات پر نظر کر کے صرف اتنا ہی کہہ سکے گا کہ اس ترتیب محکم اور ابلغ نظام کو دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ ایک مدبر اور حکیم علیم صانع کی ضرورت ہے تو اس سے انسان یقین کے اس درجہ پر ہرگز نہیں پہونچ سکتا جو ایک شخص خود اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر اور اس کی تائیدات کے چمکتے ہوئے نشان اپنے ساتھ رکھ کر کہتا ہے کہ **واقعی ایک قادر مطلق خدا ہے** وہ معرفت اور بصیرت کی آنکھ سے اسے دیکھتا ہے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ ایک حکیم یا فلاسفر جو صرف قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہے سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ نری **ضرورت** کا علم کبھی بھی اپنے اندر وہ قوت اور طاقت نہیں رکھتا جو **الٰہی رعب** پیدا کر کے اسے گناہ کی طرف دوڑنے سے بچا لے اور اس تاریکی سے نجات دے جو گناہ سے پیدا ہوتی ہے مگر جو براہ راست خدا کا جلال آسمان سے مشاہدہ کرتا ہے وہ نیک کاموں اور وفاداری اور اخلاص کے لیے اس جلال کے ساتھ ہی ایک قوت اور روشنی پاتا ہے جو اسکو بدیوں سے بچا لیتی اور تاریکی سے نجات دیتی ہے۔ اس کی بدی کی قوتیں اور نفسانی جذبات پھر خدا کے مکالمات اور پُر رعب مکاشفات سے ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ شیطانی زندگی سے نکل کر ملائکہ کی سی زندگی بسر کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اشارے پر چلنے لگتا ہے۔ جیسے ایک شخص آتش سوزندہ کے نیچے بدکاری نہیں کر سکتا اسیطرح جو شخص خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے آتا ہے اسکی شیطنت مرجاتی ہے اور اس کے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے پس یہی وہ **یقین** اور **معرفت** ہوتی ہے جسکو انبیاء علیہم السلام آکر دنیا کو عطا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے وہ گناہ سے نجات پاکر پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی طریق پر خدا نے مجھے مامور کیا ہے اور میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں دنیا کو دکھا دوں کہ

خدا ہے اور وہ جزا و سزا دیتا ہے

اور یہ بات کہ محض اس **یقین** ہی سے انسان پاک زندگی بسر کر سکتا ہے اور گناہ کی موت سے بچ سکتا ہے ایسی صاف ہے جسکے لیے ہمکو منطقی دلائل کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ خود انسان کی فطرت اور روزمرہ کا تجربہ اور مشاہدہ اس کے لیے زبردست گواہ ہیں۔ کہ جب تک یہ **یقین** کامل نہ ہو گا کہ خدا ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے اور سزا دیتا ہے کوئی اور حیلہ کسی صورت میں کارگر ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن اشیا کی تاثیرات کی عمدگی کا ہمکو علم ہے ہم کیسے دوڑ دوڑ کر انکی طرف جاتے ہیں اور جن چیزوں کو اپنے وجود کے لیے خطرناک زہریں سمجھتے ہیں اُن سے کیسے بھاگتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھو اس جھاڑی میں (ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ایڈیٹر) اگر ہمیں یقین ہو کہ سانپ ہے تو کیا کوئی بھی ہم میں سے ہوگا جو اسمیں اپنا ہاتھ ڈالے یا قدم رکھدے ہرگز نہیں بلکہ اگر کسی بل میں سانپ کے ہونے کا معمولی وہم بھی ہو تو اسطرف سے گذرنے میں ہر وقت مضائقہ ہوگا۔ طبیعت خود بخود اسطرف جانے سے رکے گی۔ ایسا ہی زہروں کی بابت جب ہمیں علم ہوتا ہے مثلاً اسٹرکنیا ہے کہ اس کے کھانے سے آدمی مرجاتا ہے تو کیسے اس سے بچتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ ایک محلہ میں طاعون ہو تو اس سے بھاگتے ہیں اور وہاں قدم رکھنا آتشیں تنور میں گرنا سمجھتے ہیں اب وہ بات کیا ہے جس نے دل میں یہ خوف اور ہراس پیدا کیا ہے کہ کسی صورت میں بھی دل اسطرف کا ارادہ نہیں کرتا؟ وہ وہی **یقین** ہے جو اس کی مہلک اور مضر تاثیرات پر ہو چکا ہے اس قسم کی بیشمار نظیریں ہم دیکھتے ہیں اور یہ ہماری زندگی میں روزمرہ پیش آتی ہیں۔

اب یہ بحثیں کہ گناہ سے بچنے کا یہ ذریعہ ہے یا فلاں حیلہ ہے بالکل بیسود اور بے مطلب ہیں کیونکہ جبتک الٰہی تجلیات کے رعب اور اور گناہ کی زہر اور اس کے خطرناک نتائج کا پورا علم نہ ہو ایسا علم جو یقین کامل تک پہونچ گیا ہو گناہ سے نجات نہیں ہو سکتی۔

یہ ایک خیالی اور بالکل بے معنی بات ہے کہ کسی کا خون گناہ سے پاک کر سکتا ہے۔ خون یا خودکشی کو گناہ سے کیا تعلق؟ وہ گناہ کے زائل کرنے کا طریق نہیں ہاں اس سے گناہ پیدا ہو سکتا ہے اور تجربہ نے شہادت دی ہے کہ اس مسئلہ کو بالکل کہاں سے کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔

میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ گناہ سے بچنے کی سچی فلاسفی یہی ہے کہ گناہ کی

سزا دینے والی حقیقت کو پہچان لیں اور اسبات پر یقین کر لیں کہ ایک زبردست ہستی ہے جو گناہوں سے نفرت کرتی ہے اور گناہ کرنیوالے کو سزا دینے پر قادر ہے۔

دیکھو اگر کوئی شخص کسی حاکم کے سامنے کھڑا ہو اور اُسکا کچھ اسباب متفرق طور پر پڑا ہوا ہو تو یہ کبھی جرأت نہیں کرے گا۔ کہ اس اسباب کا کوئی حصہ چرالے۔ خواہ چوری کے کیسے ہی قوی محرک ہوں اور وہ کیسا ہی اس بدعادت کا مبتلا ہو مگر اسوقت اُسکی ساری قوتوں اور طاقتوں پر ایک موت وارد ہو جائے گی اور اسے ہرگز جرأت نہ ہو سکے گی اور اسطرح وہ اس چوری سے ضرور بچ جائے گا۔ اسیطرح ہر قسم کے خطاکاروں اور شریروں کا حال ہے کہ جب اُنہیں ایسی قوت کا پورا علم ہو جاتا ہے جو انکی اس شرارت پر سزا دینے کے لیے قادر ہے تو وہ جذبات اُنکے دب جاتے ہیں۔ یہی سچا طریق گناہ سے بچنے کا ہے کہ انسان خدا تعالےٰ پر کامل یقین پیدا کرے اور اس کے سزا و جزا دینے کی قوت پر معرفت حاصل کرے۔ یہ نمونہ گناہ سے بچنے کے طریق کے متعلق خدا نے ہماری فطرت میں رکھا ہوا ہے۔ اس لیے مینے مناسب سمجھا کہ اس اصول کو آپ کے سامنے پیش کر دوں کیا عجب آپکو فائدہ پہنچے اور چونکہ آپ سفر کرتے رہتے ہیں اور مختلف آدمیوں سے ملنے کا آپکو اتفاق ہوتا ہے آپ اُن سے اسے ذکر بھی کر سکتے ہیں۔ اور اگر یہ طریق جو میں پیش کرتا ہوں آپ کے نزدیک صحیح نہیں ہے تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ جسقدر چاہیں جرح کریں یہ میری طرف سے آپ کو ایک **تحفہ** ہے اور میں ایسے تحفے دے سکتا ہوں۔

ہر شخص جو دنیا میں آتا ہے اُسکا فرض ہونا چاہیے کہ دھوکے اور خطرے سے بچے۔ پس گناہ کے نیچے ایک خطرناک اور تمام خطروں اور دھوکوں سے بڑھکر ایک دھوکا ہے میں آگاہ کرتا ہوں کہ اس سے بچنا چاہیے اور یہی بتاتا ہوں کہ کیونکر بچنا چاہیے۔ اگرچہ اس سے پہلے ایک اور مسئلہ بھی ہے جو **خدا کی ہستی** کے متعلق ہے مگر میں سردست اسکو چھوڑتا ہوں اور اس دوسرے مقصد کو لیتا ہوں۔ جسکا ماحصل اور مدعا یہ ہے کہ ہر ایک آدمی بجائے خود نیک بننا چاہتا ہے اور نیکی کو اچھا سمجھتا ہے اختلاف اگر ہے تو ان طریقوں اور حیلوں میں ہے جو نیکی کے حصول کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں مگر مشترک طور پر نفس نیکی کو سب پسند کرتے اور چاہتے ہیں۔ جھوٹ بولنا کون پسند کرتا ہے جذبات نفسانی سے بچنے کو اچھا کہتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود بدی کو بدی سمجھنے کے بھی ایک دنیا ان میں گرفتار ہے اور گناہ کے سیلاب میں بہتی ہوئی جا رہی ہے۔

میں مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ عیسائیوں نے انسان کی گنہگار زندگی کو ہلاک کرکے نیکی اور پاکیزگی کی زندگی کے حصول کے لیے یہ راہ بتائی ہے کہ **مسیح ہمارے لیے مرگیا** اور ہمارے گناہوں کا بوجھ اُس نے اٹھا لیا۔ اور اُس کے خون سے ہم پاک ہو گئے۔ مگر میں دیکھتا ہوں اور آپکو بھی اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ مسیح کے خون نے یورپ کی حالت پر کوئی نمایاں اثر اور تبدیلی پیدا نہیں کی۔ بلکہ اُن کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر نظر کرکے سخت افسوس ہوتا ہے ان کی زندگی مرتاضانہ زندگی نہیں ہے بلکہ ایک آزادی اور اباحت کی زندگی ہے کتنے ہیں جو سرے سے خدا ہی کے منکر ہیں اور بہت ہیں جو خدا کو مان کر اور مسیح کے خون پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اپنی حالت میں گرے ہوئے ہیں۔ شراب کی وہ کثرت ہے جو کئی کئی میل تک شراب کی دوکانیں چلی جاتی ہیں اور نامحرم عورتوں کو شہوت کی نظر سے نہ دیکھنا تو کیا ان کے دوسرے اعضا بھی نہ بچ سکے۔ میں عیسائیوں تک ہی اس گناہ کے سیلاب کو محدود نہیں کرتا میں صاف کہتا ہوں اسوقت دنیا کی ساری قومیں اس زہر کو کھا رہی ہیں اور ہلاک ہو رہی ہیں۔ مسلمانوں نے باوجودیکہ ان کے پاس ایک روشن کتاب تھی اور اسمیں کسی کے خون کے ذریعہ انکو گناہ سے پاک کرنے کا وعدہ دیکر آزاد نہیں کیا گیا تھا لیکن وہ بھی خطرناک طور پر اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ہندوؤں کو دیکھو انمیں بھی یہی بلا موجود ہے۔ یہانتک کہ انمیں سے بعض قوموں نے جیسے آریہ ہیں نیوگ جیسے مسئلہ کو اپنے ایمانیات اور معتقدات میں داخل کر لیا۔ کہ ایک مرد جبکہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تو وہ اپنی بیوی کو دوسرے سے اولاد پیدا کرنے کی اجازت دیدے۔

غرض اس قسم کی ناپاک زندگی جو حقیقت میں گناہ کی لعنت ہے وہ عام ہو رہی ہے۔ اور وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچکر ملتی ہے وہ ایک **لعل تاباں** ہے جو کسی کے پاس نہیں ہے ہاں خدا تعالیٰ نے **وہ لعل تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اُس نے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعل تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں۔ اس راہ پر چلکر میں دعوی سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اسکو حاصل کر لیگا**

اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جسکو

خدا کی سچی معرفت

کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے۔ فلاسفر جیسا کہ مینے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھکر اور

دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کرکے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع **ہونا چاہیے۔** مگر میں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ

خدا ہے

اب ان میں صریح فرق ہے۔ مگر یہ فرق تب ہی نظر آ سکتا ہے جب آنکھ صاف ہو ایسی صاف آنکھ کے عطا ہونے پر انسان بنی نوع کے حقوق اور خدا کے حقوق [illegible] انہیں محفوظ کر لیتا ہے۔ اور [illegible] آنکھ ہے جسکو خدا کے دیکھنے کی آنکھ کہتے ہیں۔ اس آنکھ کے ملنے پر وہ پاک زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور گناہوں [illegible] ذریعہ تو کسی حالت میں درست نہیں [illegible] کسی دوسرے کو سزا ملے اور ہمارے گناہ معاف ہو جائیں۔ زید کو پھانسی [illegible] جاوے۔ کیونکہ اسکے ابطال پر یہی دلیل کافی ہے کہ خارجی امور میں ہم اسکی کوئی نظیر نہیں پاتے اور اس طریق سے نہیں بچ سکتے [illegible] ہیں۔ مثلاً یہ کتا ہے ایک کتا [illegible] اس کیطرف اشارہ کرکے بتایا ایڈیٹر یہ بھیڑیا نہیں ہے اصل میں اگر یہ بھیڑیا ہوا اور ہم اسکو کتا سمجھیں تو یہی ممکن ہی نہیں کہ اس سے ڈریں اور وہ خوف کریں جو ایک خونخوار بھیڑیے سے کرتے ہیں کیوں؟ اسلیے کہ ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ بھیڑیا ہے ہمارے علم میں وہ ایک کتا ہے لیکن اگر یہ علم ہو کہ یہ بھیڑیا ہے تو اس سے دور بھاگیں گے اور اس سے بچنے کے لیے اچھی خاصی تیاری کرینگے لیکن اگر یہ علم اور بھی وسیع ہو جاوے کہ یہ شیر ہے تو بہت بڑا خطرہ پیدا ہوگا اور اس سے بچنے کے لیے اور بھی بڑی تیاری کرینگے غرض جمیع قویٰ پر ہیبت اور تاثیر کے علم سے ایک خاص اثر ہوتا ہے پس اب یہ کیسی کھلی صداقت ہے جسکو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ پھر گناہ سے بچنے کیواسطے کیا راہ ہو سکتی ہے؟ میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور میں اسی صداقت پر قائم کیا گیا ہوں اور یہی حق ہے کہ جبتک خدا تعالیٰ کی معرفت تام نہو اور اسکی قوتوں اور طاقتوں کی ایک شمشیر برہنہ نظر نہ آجاوے انسان بدی سے نہیں بچ سکتا

باقی آیندہ انشاءاللہ

قصیدہ

در مدح حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ السلام از مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری

در دلم جوشید ثنای مرسل پروردگار
سرگروہ انبیا و پیشوای اولیا
آنکہ با نور و نشانہاے خدائے ذوالمنن
مظہر انوار ذات خالق ارض و سما
این ہمان محبوب یزدان بر زمین جلوہ گر
احمد آخر زمان این نائب خیر الرسل
بر صد چارم دم خورشید چون بدر تمام
ہمچنین ختم رسل شاہ عرب از کبریا
گفت منکم حق بقرآن نیز لما یلحقوا
این خیال جاہلانہ میکند از سر بدر
تا قیامت ابن مریم کی بیاید بر زمین
این ہمہ مرسل کہ در شان نیز گشت انبیا
پس ہمین محبوب عالم حضرت [illegible]
اندرین [illegible] دنیا [illegible]
از نشانہا سنگ بر زد بر سر انکار [illegible]
چون [illegible] کہ لام بد زبان
آن [illegible] دشمن اسلام [illegible]
حسب فرمان نبی [illegible] رمضان [illegible]
از جبیم [illegible] الاسلام یعنی قادیان
بر زمین و بر [illegible]
ہمچنین عیسیٰ مصفی از برائے [illegible]
اندر براہین و دلائل رنگین [illegible]
ہر کہ از دل بشنود [illegible] از پند
از وفات ابن مریم [illegible] چون کند
جان من خود را نثار مہدی دوران کند
من ہمی فہمم کہ آمد وقت نصر [illegible]
شد گریزان [illegible] دیار ہند آن [illegible]
بر خیالات و توہم [illegible]
بیہدہ [illegible] آسان [illegible]
گر [illegible] عوی [illegible] کردہ
لیک شیطان [illegible]
لیک تا [illegible] صبح شام
از کتاب حضرت [illegible] قرآن نام [illegible]
ای جناب میرزا [illegible] روی تو دم
یک نظر کن بر من مسکین نواز لطف [illegible]

سید عالم جناب مہدی عالی تبار
صفدر بزم اہل ایمان با ہمہ عز و وقار
میدرخشید بر فلک مثل خور [illegible]
مصدر انوار و برکات شہ عالی وقار
کو بدیدارش جہان بود [illegible] انتظار
عندلیب باغ دلدار ازل [illegible]
ہمچنان [illegible] عادت حق [illegible]
خاتم ملک نبوت شد بعالم کامگار
از احادیث نبی ہم اکثر آمد بیکبار
ہر کہ باشد ز حقیقت واقف [illegible]
گر بیاید کسے نزولش در جہان آید بکار
شد نزول [illegible]
بہر دانش حجت حق ہم در [illegible]
تا دہ توحید حق [illegible]
ہیکل تثلیث آمد بر زمین بی اختیار
آریا را چشم کفر و کین [illegible]
بر زمین افگند [illegible]
چون خدا [illegible] نصرت شعار
نور او خورشید [illegible] تاریک و تار
برگل [illegible]
کی ہم آمد بجز [illegible] ذات کردگار
[illegible]
[illegible]
اخلاف [illegible]
حربہ [illegible]
نصرت [illegible] خورشید [illegible]
غول ملک مصر [illegible]
تا بنا شد نصرت حق [illegible]
بربیان خود اگر حجت [illegible]
ہاں اگر دعوی [illegible] دلیلی [illegible]
پس [illegible]
کاذبان را کذب [illegible]
واز احادیث نبی ہم معجزات [illegible]
جان خود را بر غبار پای [illegible]
ایکہ چون [illegible]

عیسیٰ موعود و مامور جناب کبریا
یعنی آن محبوب عالم [illegible]
[illegible] بہر روشن [illegible]
از جنبش [illegible]
سید عالم بصد عز [illegible] گفتا سلام
این براہیم و کلیم اللہ آدم [illegible]
چون کلیم [illegible] مہدی
پس مسیح ابن مریم از غلامان جناب
پس چرا از آسمان آید مسیح ناصری
لیک تا [illegible] باشد از حقیقت بیخبر
ز انکہ منکم از کتاب حق [illegible]
از قدومش گفت [illegible] خیر الانام
از بطون [illegible] علم خدا
ہر طرف [illegible] ضلال خلق [illegible]
زور [illegible]
ہمچنان اندر [illegible] غلام دستگیر
الغرض از بہر تصدیق زمین و آسمان
در میادین [illegible]
گرد او [illegible]
بو العطا از لطف یزدان [illegible]
این [illegible] بو العطا [illegible] مصطفی نام
از تکلف [illegible]
بر سر مسجد نشینان [illegible]
ہمچنین [illegible] مہدی [illegible]
وقت نصرت [illegible]
ناگہان از قاہرہ [illegible]
نیز در لاہور [illegible]
[illegible]
ادعا [illegible] محتاج حجت [illegible]
حجت عقلی و نقلی نیز تائید سما
گر چنین دعوی مسلم [illegible]
دعوی حق [illegible] آفتاب
شد عیان صدق و کمال او [illegible]
ز جناب مہدی عالم [illegible] سلام
از [illegible]

پیشوای خلق عالم تا جہان [illegible]
احمد آخر زمان [illegible] تاجدار
از سر گیسوی مسکینش [illegible] مشک تتار
روی او [illegible] خالق ذوالاقتدار
[illegible]
یوسف کنعان [illegible]
خاتم [illegible] سلطنت [illegible]
خاتم تاج ولایت شد [illegible]
کی بیاید [illegible] دار القرار
بنگرد سوی [illegible]
[illegible] با امام و مرسل پروردگار
آفتاب فاتحہ [illegible]
بر زمین [illegible] ناگہان [illegible]
از [illegible] خلق عالم [illegible]
بت پرستان و [illegible]
نیز احمد بیگ و دیگر دشمنان [illegible]
آفتاب ماہ [illegible]
دشمنان از شوکت جاہ و جلال [illegible]
اجتماع [illegible]
در کتاب [illegible]
در بیان امر مہدی [illegible]
گرچہ [illegible]
تا کہ این [illegible]
[illegible] مہدی [illegible]
بر ہمہ [illegible]
تا کہ باشد [illegible]
ہمچو [illegible]
این [illegible]
کی [illegible]
بر چنین دعوی [illegible]
امتیاز صادق و کاذب [illegible]
ہاں [illegible]
حضرت [illegible]
کامران [illegible]
از دعاہای سحرگاہان [illegible]

ایک سوال کا جواب

ذیل میں قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی کا ایک سوال درج کرتے ہیں اور اسکا جواب بھی بوجہ عدم گنجایش ہم جلد اسپر توجہ نہیں کر سکے جس کے لئے امید ہے قاضی صاحب ہمیں معذور سمجھیں گے

ایڈیٹر

راقم محمد ظہور الدین اکمل	نہایت ہی ضروری جواب طلب مراسلت	آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب

مکرمی ایڈیٹر صاحب الحکم قادیان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ کل ایک گریجویٹ مسلمان نوجوان نے اثنائے گفتگو میں مجھسے بیان کیا۔ کہ قرآن مجید میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بابت اگر بجائے توفی کے مات ہوتا۔ تو مسلمانوں میں اسقدر بحث ومباحثہ نہ ہونے کے علاوہ یہ کفر وتکفیر کے فتوے جاری نہ ہوتے گویا ان کے خیال میں اسقدر مجادلہ کا باعث خود قرآن مجید کا لفظ ہے ایساہی قد خلت من قبلہ الرسل کی بجائے ماتت الخ ہوتا۔ تو مسیح ابن مریم کی وفات کے متعلق کیوں اتنی مخاصمت ہو۔ یعنی اگر فی الواقع مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں توانکی وفات کے بارے میں کیوں ایسے لفظ استعمال ہوئے ہیں جو ذو محمل ہیں چونکہ آپکا قلم ایسے قرآنی نکات تحریر کرنے میں جواہر رقم ہے اس لئے مکلف ہوں کہ آپ ضرور ہی اس سوال کو درج اخبار فرماکر اسکا تسلی بخش جواب دیں اور ایک تعلیم یافتہ مسلمان کی تشفی فرماکر ثواب لیں جواب میں اس بات پر زور نہیں دینا ہوگا کہ توفی یا خلت خود واضح ہیں کیونکہ وہ گریجوایٹ فرماتے ہیں اگر واضح ہوں تو اتنا مباحثہ کیوں ہو۔ نیز یہ کہ مات ایک ایسا لفظ تھا کہ اس کا مفہوم سمجھنے میں کسی فرد بشر کو بھی کوئی شک نہیں ہو سکتا ہے

فاما الجواب

اوّل

توفّی کا لفظ قرآن شریف میں بجز موت کے دوسرے معنوں میں آتا ہی نہیں ہے ہاں دو مقام ہیں جہاں **توفی** کا لفظ نیند کے لئے مستعمل ہوا ہے اور وہاں نیند کا قرینہ موجود ہے جیسے سورہ انعام میں ہے **ھوالذی یتوفکم باللیل** الآیۃ یا سورہ زمر کی اس آیت میں **اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا**۔ الآیۃ مگر ان دونوں آیتوں میں بھی اصل مقصد اور موت ہے اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہی ہے جیسے موت میں روح قبض کی جاتی ہے نیند میں بھی پس قرآن شریف نے **توفی** کا لفظ **موت** ہی کے معنوں پر مستعمل کیا ہے ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں یہ آیا ہو اور موت کے سوا دوسرے معنوں میں مستعمل ہوا ہو۔ پھر اس سے بڑھ کر اور صاف لفظ ہو کیا سکتا ہے یہ بالکل واضح لفظ ہے اگر نہیں تو کوئی ایسی آیت بتاؤ جہاں توفی ہو اور اس کے معنے کچھ اور ہوں یہ دعوےٰ بجز اس کے ٹوٹ نہیں سکتا۔

دوم

موت کا لفظ بمقابلہ توفی کے قابل بحث اور محل شک ہو سکتا ہے کیونکہ لغت عرب کے رو سے یہ لفظ تیرہ معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔

اول

موت بمعنی نوم (نیند) جیسے **الحمد للہ الذی احیانا بعدما اماتنا**۔ (اے انامنا)

دوم

موت بمعنی سکون جیسے **ماتت الریح** ہوا ٹھہر گئی

سوم

قوت نامیہ کے زوال پر بولتے ہیں جیسے **یحی الارض بعد موتہا**

چہارم

قوت حسیہ کے زوال کو کہتے ہیں جیسے **یالیتنی مت قبل ھذا**

پنجم

قوت عقلیہ کا زوال جیسے **امن کان میتا فاحیینا**

ششم

حزن اور خوف جیسے **یاتیہ الموت من کل مکان**

ہفتم

احوال شاقہ پر موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسے **اول من مات ابلیس لانہ اول من عصے**

ہشتم

فقر کے معنوں میں آتا ہے جیسے **فقال الم تعلم ان من افتقر فقد** ؟ ا منہ

نہم

ذلت کے معنوں میں آتا ہے۔

دہم

سوال پر بھی آتا ہے

یازدہم

بڑھاپے پر بھی آتا ہے

دوازدہم

معصیت کے واسطے بھی موت کا لفظ بولتے ہیں

سیزدہم

جنون اور صرع پر بھی۔

ہمیں امید ہے کہ قاضی صاحب جو شاعر ہیں اور گریجوایٹ صاحب جو ڈگری یافتہ ہیں اردو زبان کے ان محاورات سے خوب آگاہ ہونگے جو موت کے معنی میں آتے ہیں مگر متوفی کا لفظ تو عام کاغذات سرکاری اور غیر سرکاری میں روز مرہ کی گفتگو میں موت ہی پر بولا جاتا ہے

سوم

قرآن شریف کے الفاظ اپنے اندر ایک قوت اعجاز اور علمی طاقت رکھتے ہیں۔ وہ یونہی استعمال نہیں کئے گئے اور اسی طریق پر توفی اور امانت کے الفاظ میں توفی کا لفظ امانت کے بجائے استعمال کرنے میں ایک تو یہی ستر ہے کہ موت کا لفظ بمعنی مختلف آتا ہے جس سے مختلف احتمال اور شکوک پیدا ہو سکتے تھے۔ دوسرے موت کا لفظ ان چیزوں کی فنا کی نسبت بھی بولا جاتا ہے جنپر فنا طاری ہونیکے بعد کوئی شرح باقی نہیں رہتی۔ اسیواسطے جب نباتات اور جمادات اپنی صورت نوعیہ کو چھوڑ کر کوئی اور صورت قبول کرلیں تو انپر بھی موت کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں یہ لوہا مرگیا ہے اور کشتہ ہوگیا وغیرہ ایساہی تمام جاندار اور کیڑے مکوڑے جنکی روح مرنے کے بعد باقی نہیں رہتی اور مورد ثواب وعقاب نہیں ہوتے انکے مرنے پر بھی **توفی** کا لفظ نہیں بولتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ فلاں جانور مرگیا یا فلاں کیڑا مرگیا۔ چونکہ خدا تعالےٰ کو اپنے کلام عزیز میں یہ منظور ہے کہ کھلے کھلے طور پر یہ ظاہر کرے کہ انسان ایک ایسا جانور ہے کہ جس کی موت کے

خط

امروہہ سے ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت میں متعہ کے جواز و عدم جواز پر ایک خط لکہا حضرت اقدس نے وہ خط جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کو جواب کے لیے سپرد کر دیا مولانا موصوف نے جو اُسکا جواب رقم فرمایا ہے وہ یہاں ناظرین الحکم کے لیے مندرج کیا جاتا ہے وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

مجبی حضرت فخر الدین احمد صاحب - بعد سلام مسنون الاسلام آنکہ حضرت اقدس نے آپ کا خط متضمن استفسار جواز و عدم جواز متعہ باستدلال آیت فما استمتعتم بہ الآیہ واسطے لکھنے جواب کے مجھکو دیا لہٰذا جواب اُس کا محرر کیا جاتا ہے وہو ہذا - **جواز متعہ** یعنی جواز عقد موقت کے لیے اس آیت سے استدلال کرنا ایسا ہے جیساکہ لا تقربوا الصلوٰۃ سے نماز کے نہ پڑھنے پر استدلال کرنا جسکا بیان مختصر یہ ہے کہ مشتقات لفظ **استمتعتم** کے قرآن مجید میں چند جگہ آئے ہیں اور سب جگہ اُس کے معنے فائدہ اُٹھانا اور نفع حاصل کرنا ہیں نہ عقد موقت اور متعہ شیعہ وغیرہ کا چنانچہ اللہ تعالےٰ منافقین کے بارہ میں فرماتا ہے فاستمتعتم بخلاقکم کما استمتع الذین من قبلکم بخلاقھم یعنی بس فائدہ اُٹھایا تم نے اپنے حصہ کے ساتھ جیساکہ نفع اُٹھایا تھا اُن لوگوں نے جو تم سے پہلے تھے اپنے حصہ کے ساتھ - ایضاً فرمایا اللہ تعالےٰ نے کفار کے حق میں اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا و استمتعتم بھا ترجمہ تم لے چکے اپنی طیبات یعنی مزہ کی چیزیں اپنی زندگانی دنیا میں اور اُن سے فائدہ اُٹھا چکے۔

ان دونوں آیتوں میں اور نیز دیگر مقاموں میں معنی استمتاع کے بالاتفاق عقد موقت یعنی متعہ کے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے ہیں رہی آیت متنازعہ فیہا تو واضح ہو کہ خود اسی آیت میں رد عقد موقت یعنی متعہ کا موجود ہے جسکا بیان مختصر یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ** آیت میں لفظ **محصنین** جسکا مادہ حصن ہے دلالت کر رہا ہے کہ جس عقد نکاح کا ذکر ماسبق آیت کے ہے وہ ایک قلعہ کی مانند ہو جسمیں سے زوجہ خود بخود بغیر طلاق کے باہر نہ ہو سکے تاکہ معنی احصان کے پورے طور پر حاصل ہوں پس لفظ **محصنین** سے عقد موقت یعنی متعہ خارج ہو گیا کیونکہ اُسمیں توقیت عقد کے ہی نفی احصان کی ہوتی ہے یعنی عورت بغیر طلاق کے بعد انقضائے اجل کے خود بخود جدا ہو جاتی ہے پھر لفظ غیر مسافحین بہی دلالت کر رہا ہے کہ وہ نکاح صرف شہوت رانی کے لیے نہو کہ بعد نکاح لینے مستی کے چند روز کے بعد عورت بغیر طلاق کے مطلق العنان ہو جاوے پس عقد متعہ منافی ہے لفظ غیر مسافحین کے لیے بہی - آگے لفظ فا موجود ہے جو تعقیب کے لیے آیا ہے لہٰذا مضمون ما استمتعتم بہ کا بعد اس نکاح کے ہونا چاہیے جسکا ذکر بشرائط مذکورہ ہو چکا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ بعد ایسے نکاح کے جو بشرائط مذکورہ ہو عقد موقت یعنی متعہ کہاں ہو سکتا ہے بلکہ بعد ایسے نکاح کے منکوحات سے فوائد جماع اور مباشرت وغیرہ کے حاصل کیے جاتے ہیں پس آیت متنازعہ فیہا میں معنے استمتاع کے فائدہ جماع وغیرہ کا حاصل کرنا متعین ہوے لاغیر پس ایک لفظ فا نے ہی عقد متعہ کی نفی کر دی پھر لفظ ما ہے جو غیر ذوی العقول کے لیے حقیقتاً آیا ہے پس لفظ ما سے مراد عورتیں کیونکر ہو سکتی ہیں کہ بلا ضرورت حقیقت سے صرف الی المجاز لازم آتا ہے اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو پھر منھن کی کیا ضرورت ہے پس مراد اُس سے جماع یا مباشرۃ وغیرہ ہے ہو لاغیر اور ضمیر بہ کی جو مفرد ہے اُسی لفظ ما کے مفہوم کیطرف راجع ہے - ہاں ضمیر جو منھن میں ہے اُن عورتوں کیطرف راجع ہے جنسے نکاح بطور احصان اور غیر مسافحین کی حالت میں ہوا ہے - اور چونکہ بعد نکاح کے منکوحات سے جماع وغیرہ کے ساتھ ہی ابتدا کی جاتی ہے لہٰذا لفظ من منھن میں موجود ہے جو ابتدا کے لیے آتا ہے پس آیت مذکورہ سے عدم جواز متعہ پایا گیا نہ جواز - اور ترجمہ ماحصل آیت کا یہ ہوا کہ ماوراء محرمات مذکورہ بالا کے سب عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں کہ بدلے اموال کے تم اُن کو ایسے نکاح میں لانا چاہو جو مانند قید حصن کے ہو اور صرف شہوت رانی کے لیے نہ ہو - پہر بعد عقد نکاح کے جس چیز کیساتھ یعنی جماع وغیرہ کیساتھ تم اُن سے نفع اُٹھاؤ تو ان کے مہر فریضہ اور مقررہ اونکو دو یعنی درصورت فائدہ اوٹھانیکے منکوحات سے ساتھ جماع وغیرہ کے پورا مہر فریضہ و مقررہ دینا ہوگا یہ معنی آیت کے نہایت مربوط و مرتب اور درست ہوتے ہیں لیکن اگر آیت فما استمتعتم کو ماسبق سے علحدہ کر کر معنی استمتاع کے عقد متعہ کے لیے جاویں تو اولاً

حرف فالغو اور باطل ہو جاتا ہے ثانیاً اور کوئی ربط ماسبق سے باقی نہیں رہتا اور نیز ثالثاً معنی آیت کے فی نفسہا فاسد ہو جاوینگے کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ بمجرد واقع ہونے عقد متعہ کے بغیر حصول فوائد جماع وغیرہ کے پورا مہر بالہ جو ہو کا ادا کرنا ضروری ہو جا لانکہ پورا مہر مقررہ تو بمجرد عقد نکاح کے بھی لازم نہیں آتا جب تک کہ استمتاع جماع وغیرہ کے ساتھ واقع نہو لیے پس اس معنے سے فساد ہر فساد لازم آیا و تعالے شان کلام اللہ تعالے عن ذلک علوا کبیرا۔

اور سورہ مومنون کی آیت بھی عقد متعہ کی نفی کر رہی ہے قال اللہ تعالے والذین هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون۔ کیونکہ عورت ممنوعہ نہ ملک یمین میں داخل ہے اور نہ ازواج میں داخل ہو سکتی ہے کیونکہ احکام وراثت و ملک یمین وغیرہ سے اسکو کچھ بھی حصہ نہیں ملتا ہے لہذا عورت ممنوعہ ما وراء ذلک میں داخل ہوئی اور جو شخص ایسے عقد کا ابتغا کرے وہ عادون میں داخل ہے وہو المدعا۔

اب رہیں احادیث سو جس باب احادیث میں بسبب شدۃ ضرورت اور قلت نساء کے متعہ کا جواز خاصۃً کسی کے لیے جہاد میں پایا جاتا ہے اسی باب میں اسکی حرمت موبدہ بڑی تاکید سے ثابت ہوتی ہے اور سر اس روایت جواز اور حرمت کا یہ ہے کہ جب تک حرمت کسی شے کی بامر الٰہی نازل نہ ہوتی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکو اباحت اصلیہ کے ماتحت رکھتے تھے پس بعض لوگوں نے جب بحسب ضرورت اشد متعہ کیا تو حسب عادت کریمہ اُس رحمۃ للعالمین نے اپنی طرف سے اُسکو حرام نہ فرمایا لیکن جب حرمت اُس کی اللہ تعالے کیطرف سے نازل ہو گئی تب آپ نے آواز بلند فرما دیا کہ ان الله قد حرم ذلك الى يوم القيمة اور نیز فرمایا الا انها حرام من يومكم هذا الى يوم القيمة جیسا کہ احادیث صحاح میں موجود ہے لہذا قول یا فعل کسی صحابی کا یا کسی امام کا آئمہ اربعہ میں سے یا کسی عالم کا علماء کبار میں سے مقابل نصوص قرآنیہ کے حجت نہیں ہو سکتا بلکہ نصوص قرآنیہ کی تبدیل تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی جائز نہیں چہ جائیکہ اوروں کی کما قال تعالے قل ما يكون لى ان ابدله من تلقاء نفسى انى اخاف ان عصيت ربى عذاب يوم عظيم۔ لہذا ہمارے اس خط کے جواب میں کوئی صاحب مجاز نہیں ہیں کہ کسیکا قول پیش کریں ہاں جو ہمنے استدلال با آیات قرآن مجید کیا ہے انکی ہر ایک دلیل اور مقدمہ کو منقوض کریں ورنہ وہ جواب مسموع نہوگا والسلام

خیر ختام ۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء۔

عسل مصفے

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع ایک مبسوط ۴۴۰ صفحہ کی کتاب قادیان شریف میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب سے ۸/ قیمت پر علاوہ محصول ڈاک مل سکتی ہے۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ کا ایک تازہ

خط

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

مشفقی سید عبد المجید صاحب سلمہ

آپ کا خط مجھکو ملا اگرچہ آپ کے سوالات ایسے غلطی سے بھرے ہوئے ہیں کہ انکا جواب دینا تضیع اوقات ہے لیکن آپ کے دعوے طلب حق پر خیال کرکے لکھنا پڑا۔

اوّل آپ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۰ سے یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اس سے اقرار پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو تو اُسکا ماننا غیر ضروری ہے اور کسی پیشگوئی کا ماننا ایمان میں داخل نہیں۔ اس عبارت کے معنے آپ نے اُلٹے سمجھہ لیے ہیں کیونکہ اخبار قیامت اور حشر و نشر اور بہشت و دوزخ سب بر رنگ پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں کیا اُن پر ایمان لانا نہیں چاہیے اور کیا اُن کے انکار سے ایک مسلمان مسلمان رہ سکتا ہے پس جس خدا نے یہ پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں اُسی خدا نے مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی بھی بیان فرمائی ہے اگر خدا کی پیشگوئی سے انکار کرنا کفر کا موجب ہے تو اس پیشگوئی کی تکذیب کرنا بھی موجب کفر ہوگا۔

اور باوجود اس کے یہ بھی سچ ہے کہ طبعی طور پر ہر ایک پیشگوئی ایمانیات کی جزو نہیں ہے بلکہ جزو بنائی گئی ہے یہی امر ہم نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے اور اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ اصل ایمانی امور تو محدود ہیں جو قرآن شریف میں آچکے ہیں اور ثابت ہو چکے ہیں اور دوسری پیشگوئیاں جو حدیثوں میں درج ہیں وہ اسوقت ایمانیات کی جزو بنائی جاتی ہیں جب ثابت ہو جائے کہ یہ درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور وہی معنے اس کے صحیح ہیں جو بیان کیے گئے ہیں کیونکہ ثبوت کے بعد ایک پیشگوئی کو ایمانیات میں داخل نہ کرنا ایک بے ایمانی ہے لیکن جب تک ثبوت نہ ہو تو ان تشریحوں کو ایمانیات میں داخل کرنا جو محض اجتہادی ہیں سراسر حماقت اور جہالت ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو بہت امور درج کی اجتہادی تشریحوں کو بھی ایمانیات میں داخل نہیں سمجھتے تھے چہ جائیکہ اور پیشگوئیاں۔ پس اسی طرح نزول مسیح کا مسئلہ یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے یہ اعتقاد ہرگز ایمانیات میں داخل نہیں ہے کیونکہ خیالات محض اجتہادی امور ہیں حدیثوں سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وہ آسمان پر گئے کوئی حدیث ایسی ثابت نہیں ہوئی کہ جسمیں یہ ذکر موجود ہو کہ عیسیٰ آسمان پر چلا گیا تھا اور نہ کوئی ایسی حدیث پائی جاتی ہے جسمیں یہ لکھا ہو کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا پس نہ تو آسمان پر جانا ثابت ہے اور نہ آنا آسمان سے۔ پس اس مضمون کو ماننا ایمانیات میں کیونکر داخل ہوگا ہاں مسیح موعود کا آنا جو بغیر قید نزول کے ہے وہ ضرور ایمانیات میں داخل ہے کیونکہ نہ وہ محض حدیث سے بلکہ قرآن سے ثابت ہے اس لیے اسکا انکار کفر ہے اور جو شخص اس امت کے آخری مسیح کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے اور گو عیسیٰ کا آنا آسمان سے حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتا مگر اس اُمت میں سے آخری زمانہ میں ایک مسیح خاتم الخلفا پیدا ہوتا اسلام سے تعلق رکھتا ہی بلکہ جزو اسلام کا ہے کیونکہ اس کے انکار سے سورہ نور کا تمام بیان باطل ٹھہرتا ہے غرض اگرچہ پیشگوئیاں اصل حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہے مگر اُسوقت داخل ہو جاتی ہیں جب ثابت ہو جائے کہ ان کے یہ معنی ہیں اور یہ درحقیقت قرآن شریف میں آگئے ہیں یا درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے۔ کیا آپ اسقدر بھی سمجھ نہیں سکتے کہ جب پیشگوئی کے معنے ثابت ہو گئے اور اجتہاد کو اسمیں دخل نہ رہا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ وہ قال اللہ اور قال الرسول ہے تو پھر کیوں وہ پیشگوئی ایمان میں داخل نہیں ہوگی کیا قیامت اور بہشت وغیرہ کی پیشگوئیاں ایمان میں داخل ہیں یا نہیں آپ پہلے اس جواب کو خوب سمجھ لیں پھر مجھے اطلاع دیں کہ مینے اسکو سمجھ لیا ہے یا اگر شک ہو تب بھی اطلاع دیں ایک سوال کے فیصلہ کے بعد پھر دوسرا سوال کریں

۶ دسمبر ۱۹۰۱ء

چند پاک باتیں

دعا۔ کی حقیقت کے سمجھنے کیواسطے انسان کو اس بچے کی حالت پر غور کرنا چاہیے جو کبھی بھی وہم نہیں کر سکتا کہ اسکی ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں ہے تم غور سے دیکھو اور بتاؤ کہ کیا کبھی بچہ کے وہم اور خیال میں بھی گذر سکتا ہے کہ دودھ ماں کے پستان میں نہیں ہے۔ پس جیسا ایمان اور یقین اس بچہ کو ہے ویسا ہی ایمان جب تک انسان خدا تعالیٰ کی کامل قدرت اور اختیار پر نہیں لاتا اسوقت تک وہ فلسفہ دعا سے بے خبر ہے اور نہ دعا سے کوئی لذت اسے آسکتی ہے لیکن جب خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان یقین کامل کے رنگ میں پیدا ہو جاوے تو وہ ایمان دعا کی حقیقت لطف کے ساتھ خود کھول لیتا ہے۔

(مولوی عبدالکریم صاحب)

اسلام کی روح خدا کی محبت ہے اور نمازوں کا مغز خدا کی اطاعت ہے۔

(حضرت اقدس)

جمع بین الصلوٰتین پر مزید تشریح کی خاطر حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی نے کچھ عرض کیا۔ جواباً ایک مختصر سی تقریر کے دوران میں فرمایا (اسی کے متعلق حضرت اقدس کی مفصل تقریر کسی آئندہ اشاعت الحکم میں شایع ہوگی۔ (ایڈیٹر)

مین جو کام کرتا ہون آسمانی اشارہ اور ربانی القاسے کرتا ہون خدا تعالےٰ نے مجھپر **تجمع له الصلوٰة** والی حدیث کی صحت کھولدی ہے اور اب مین ہرگز کسی کی پرواہ نہیں کر سکتا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جسکے پورا کرنے اور پورا کرانے سے ہمین دوہرا ثواب ملتا ہے **انما الاعمال بالنیات**۔

مین سچ سچ کہتا ہون کہ ان دو نمازونکی بجائے حقیقت مین مین چار نمازین پڑھتا ہون اگر مخالفوں کا خوف ہو کہ وہ کیا کہینگے! مین اسکی ہرگز پرواہ نہیں کر سکتا مجھے ان سے کیا غرض مین تو خدا کی بات پر اور خدا کے [illegible]

...ین ختم ہو جائین گے۔ پھر انشاء اللہ وہی اپنے وقت پر ادا ہونے لگیں گی۔ اور اسوقت ہی تسلی قلب اور انشراح صدر کے ساتھ ایسا کرتے ہین۔ اور خدا تعالیٰ کا ایما ہے (حضرت اقدس)

مندرجہ بالا اس مختصر سی تقریر کا خلاصہ ایڈیٹر الحکم کے الفاظ مین ہے۔ جو ۹ دسمبر ۱۹۰۱ء کو سیر کے وقت حضور نے فرمائی۔

بقیہ مضمون
سید ارادت حسین صاحب احمدی مونگیری

اکفارکم خیر من اولئکم ام لکم براءۃ فی الزبر ام یقولون نحن جمیع منتصر۔ سیہزم الجمع ویولون الدبر ولا یزال الذین کفروا تصیبہم بما صنعوا قارعۃ او تحل قریبا من دارہم حتی یاتی وعد اللہ ان اللہ لا یخلف المیعاد ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون۔ ان الذین کفروا وظلموا لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم طریقا الا طریق جہنم خالدین فیہا ابدا۔ والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

ترجمہ

کیا تمہارے کافر فرعونی گروہ سے کچھ بہتر ہیں۔ یا تم خدا کی کتابوں میں معذب اور ماخوذ ہونے سے مستثنی اور بری قرار دیے گئے ہو۔ سو کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑی قوی جماعت ہے کہ جو زبردست اور فتحمند ہوگی عنقریب یہ ساری جماعت پیٹھ پھیرتی ہوئی بھاگے گی اور ہمیشہ اُن کا فروں کو کوئی نہ کوئی کوفت پہونچتی رہے گی یہانتک کہ وہ وقت موعود آجائے گا جسکا خدا نے وعدہ کیا ہے۔ خدا تخلف وعدہ نہیں کرے گا۔ اور رسولوں کے حق میں پہلے ہی یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ہمیشہ نصرت اور فتح انہیں کے شامل حال رہے گی۔ اور ہمیشہ ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا۔

خدا نے تم میں سے بعض نیکوکار ایماندارں کے لیے یہ وعدہ ٹھیرا رکھا ہے کہ انھیں زمین پر اپنے رسول مقبول کے خلیفہ کرے گا انہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا۔ اور اُن کے دین کو جو اُن کے لیے پسند کر لیا ہے یعنی دین اسلام کو زمین پر جما دے گا اور مستحکم اور قایم کرے گا اور بعد اس کے کہ ایماندار خوف کی حالت میں ہوں گے یعنی بعد اُسوقت کے کہ جب باعث وفات حضرت خاتم الانبیا کے یہ خوف دامنگیر ہوگا کہ شاید اب دین تباہ نہ ہو جائے تو اُس خوف اور اندیشہ کی حالت میں خدا تعالے خلافت حقہ قایم کر کے مسلمانوں کو اندیشہ ابتری دین سے بے غم اور امن کی حالت میں کرے گا وہ خالصًا میری پرستش کرینگے اور مجھے کسی چیز کے شریک نہیں ٹھیرائینگے ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں وہی زمین کی مالک و وارث ہوں گے یعنی شام کے (زبور ۳۷) کافر اور مشرک کہ جو شرک اور کفر پر مریں اُن کے گناہ بخشے نہ جائیں گے اور خدا اُنکو اُن کے کفر کی حالت میں اپنی معرفت کی راہ نہیں دکھلائے گا ہاں جہنم کی راہ دکھلائے گا جسمیں وہ ہمیشہ رہیں گے پھر جو لوگ خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لائے وہی ہیں کہ جو خدا کے نزدیک صدیق ہیں اُن کے لیے اجر ہوگا اُنکے لیے نور ہوگا اُنکو اسی زندگی میں بشارتیں ملینگی یعنی وہ خدا سے نور الہام کا پائینگے اور بشارتیں سُنیں گے جنمیں اُنکی بہتری اور مدح اور ثنا ہوگی اور خدا اُن کی سچائیوں کو روشن کر دے گا۔

نمبر ۹۔ غرضکہ اب ثابت ہو گیا کہ مثیل موسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے نہ مسیح۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کے بھائیوں میں سے تھے نہ مسیح۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم موسی کی مانند تھے نہ مسیح

محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کل احکام خدا کے پہونچا دیے نہ مسیح نے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف سب نابود ہو گئے نہ کہ مسیح کے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجود گاڑے گاڑے وقت کے آنے کی قتل سے محفوظ رہے نہ کہ مسیح (جو بقول آپ کے آخرکار صلیب دیے گئے)

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بڑے جلال سے پوری ہوئی گئیں نہ کہ مسیح کی

نمبر ۱۰۔ الغرض یہ پیشگوئی اور اور پیشگوئیاں بائبل کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے واضح ہے اور اہلکتاب بھی آنحضرت کو خوب پہچانتے ہیں اور پہچانتے تھے اور قرآن نے بھی یہی فرمایا ہے الذین اتینٰہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وان فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون۔ جن لوگوں کو ہمنے کتاب (توراۃ) دی ہے وہ اس نبی کو اسطرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان میں ایک گروہ ہے جو دیدہ و دانستہ حق کو چھپاتے ہیں مگر صرف اور بعض ہٹ دھرمی سے نہیں مانتے ہیں

اسبات کی عملی دلیل کہ جناب رسول خدا صلعم وہی نبی موعود مثیل موسیٰ ہیں اور یہ کہ یہود کو اور عیسائیوں کو آپکی صداقت کا دل سے یقین تھا یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتمام حجت کے لیے یہودیوں سے فرمایا کہ اگر تم لوگونکو میری صداقت میں شک ہے اور اپنے دعوے میں سچے ہو تو میرے

مقابل کھڑے ہو کر صاف اتنا منہ سے کہدو کہ خدایا اگر اس نبی کے مقابل ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر موت بھیج۔ قل یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین۔ تو کہدے اے یہودیو اگر تمہارا خیال ہے کہ لوگوں کے سوا صرف تمہیں خدا کے پیارے اور دوست ہو یعنی سوا بنی اسرائیل کے کسی دوسری قوم میں نبی نہیں ہو سکتا تو موت کی خواہش کرو اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو (اور پھر بطور پیشگوئی کے فرمایا ہے) وہ ہرگز اسبات کی خواہش نہ کریں گے بوجہ ان کاموں کے جو انہوں نے میری مخالفت کی ہے۔ اور خدا کو ظالم لوگ معلوم ہیں۔ اسیطرح عیسائیوں سے فرمایا کہ اگر تم میری باتوں کو نہیں مانتے اور میری باتوں اور دعوی سے انکار کرتے ہو تو آؤ ہم تم مباہلہ کریں یعنی ہر ایک فریق اپنی جورو لڑکوں کے ساتھ خدا سے یہ دعا کریں کہ خدایا اگر ہم سچے ہیں تو ہمارے مخالف پر لعنت اور غضب بھیج اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر غضب نازل کر اور پھر دیکھیں کہ کون سچا ہے جیسا کہ قرآن میں موجود ہے۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین تو کہدے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تم اپنے بیٹے اور ہم اپنی عورتیں اور تم اپنی عورتیں اور خود ہم اور تم اور پھر ہم اور تم ملکر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔ لیکن کوئی یہودی اور عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میدان میں کھڑے ہو کر مقابلہ نہ کر سکا اگر وہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے

متیقن نہ تھے تو مقابلہ پر ڈرنا کیا تھا یہودی اپنے منہ سے کہدیتے کہ الٰہی جھوٹوں پر موت آئے اور عیسائی مباہلہ کر لیتے۔ لیکن وہ حق کے مقابلہ میں اتنا لفظ بھی کہنے سے ڈر گئے اور اپنا باطل پر ہونا مان لیا اور اپنے جھوٹ سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر دی۔ کچھہ عیسائی صاحب مباہلہ کے لئے آئے بھی تو شکل ہی دیکھکر چلدیے۔

سوچیے! سوچیے!! سوچیے!!!

فقط

الراقم سید ارادت حسین احمدی۔ برمکان مولوی لیاقت حسین صاحب وکیل للو پوکھر۔ مونگیر۔

جب اس خط کو گئے ہوئے پندرہ روز گذر گئے یعنی ۳ اگست ۱۹۰۱ء ایک کارڈ یاد دلانے کے لیے لکھا گیا کیونکہ ابھی تک جواب نہیں آیا تھا۔ اسکے جواب میں پادریصاحب نے جو خط لکھا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیلیے ذیل میں لکھا جاتا ہے وھو ھذا۔

۷ اگست ۱۹۰۱ء از بانکہ

خداوند کریم تمہارے ساتھہ ہو میاں ارادت حسین احمدی صاحب۔ کارڈ مرسلہ آپ کا پہونچا۔ مضمون سابقہ آپ کا بذریعہ بابو جون پال واپس کر دیا گیا تھا۔ اب مجھکو زیادہ فرصت بحث کرنے کی نہیں ہے آپ براہ مہربانی مجھکو کوئی مضمون نہ بھیجیے زیادہ سلام۔ راقم پادری میچل صاحب بہادر مقام بانکہ کنگ روڈ نمبر ۱۵۔

اس خط کا جو جواب لکھا گیا وہ بھی درج ذیل ہے۔ مورخہ ۸ اگست ۱۹۰۱ء از شہر مونگیر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پادری میچل صاحب۔ آپکا خط مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۱ء پہونچا۔ آپ کا یہ لکھنا کہ اب مجھکو زیادہ فرصت بحث کرنیکی نہیں ہے آپ براہ مہربانی مجھکو کوئی مضمون نہ بھیجیے۔ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ آپ اسلام کی ان صداقتوں پر جنکو میں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کچھہ دم نہیں مار سکے اور اسلام کی حجت آپ پر او سب عیسائیوں پر تمام ہو گئی وما علینا الا البلاغ۔ اور ہمکو کیا ضرورت ہے کہ جو شخص عاجز آ گیا ہو اسکے پیچھے پڑیں۔ اور جان پال نے مجھکو مضمون واپس نہیں دیا ہے۔ اور نہ مجھکو مضمون کے واپس لینے کی ضرورت ہے میں یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ وہ آپ ہی لوگوں کے پاس رہے شاید کسی سلیم الفطرۃ عیسائی کی آنکھوں سے گذرے فقط راقم سید ارادت حسین احمدی برمکان محمد اسمٰعیل خان۔ چھوٹی کیلا باڑی۔ مونگیر۔

یہ مضمون جو پادری میچل صاحب کے پاس بھیجا گیا تھا پادری ریورنڈ برائس صاحب کے پاس بھیجنا چاہیے تھا۔ کیونکہ آپ مونگیر کے بڑے پادری بھی صاحب ہیں۔ اسوجہ سے انکو ۲۲ اگست کو اس مضمون کا خط لکھا گیا کہ جان پال سے میرا مضمون لیکر آپنے تو ضرور دیکھا ہوگا اگر ہو سکے تو جواب دیجیے مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اسوجہ سے ۹ ستمبر کو انکو ایک کارڈ اتمام حجت کے لیے لکھا گیا جو ذیل میں درج ہے۔

وھو ھذا

جناب ریورنڈ پادری برائس صاحب تسلیم ہمارے مضمون مثیل موسیٰ کا جواب ریورنڈ میچل صاحب سے نہ ہو سکا تو انہوں نے مضمون کو آنکھہ بند کرکے واپس کر دیا۔ مگر جان پال نے شرم کے مارے واپس نہیں کیا۔ پھر میں نے اتمام حجت کیلیے آپ کو لکھا تھا لیکن آپ بھی جواب سے مجبور رہے اور ذرا لب بھی نہ ہلا سکے نہ پادری میچل صاحب کیطرح کم فرصتی کا بہانہ کیا۔ اور کیونکر کر سکتے آپ لوگ تو اسی کام کے لیے ڈبل مشاہرہ پاتے ہیں لہذا اس لیے آپ پر بھی اسلام کی

حجت تمام ہوئی الحمد للہ علیٰ ذالک وما علینا الا البلاغ۔

اور اسی روز ہم نے جان پال کو بھی ایک خط لکھا وہ یہ ہے۔

جناب پادری جان پال صاحب

تسلیم۔ میرے مباحثہ مثیل موسیٰ کے اصل مخاطب آپ ہی ہیں۔ لیکن جب آپ نے پہلے روز شکست فاش کھائی تو دوسروں کو میرے مخاطب کر دیا۔ لیکن ان لوگوں کی جو گت آپکی نظروں کے سامنے ہوئی وہ تازندگی یاد رہیگی اور پھر رونڈھیل اور برائس صاحبان کی حالت جو میرے مضمون اور خطوں سے ہوئی وہ آپکو معلوم ہے کہ ان سب پر کیسی اسلام کی حجت تمام ہوئی اس لیے میں آپکو لکھتا ہوں کہ اگر آپ سے ہو سکے تو میرے مضمون کا جواب دیں لیکن کیا آپ جواب دیں گے؟ ناممکن ہے یہ خط تو میں نے صرف مزید اتمام حجت کے لیے لکھا ہے۔

ایک خط ایک اور عیسائی کو لکھا گیا جس نے مباحثہ کے دن یہ لاف زنی کی تھی کہ اگر آپ چار ورق کا مضمون لکھیں گے تو ہم صرف آدھے صفحہ پر جواب دینگے۔ اور وہ یہ ہے۔

میاں فیروز صاحب۔ تسلیم۔ میرے مباحثہ مثیل موسیٰ کے روز جو گت آپ کے ہادیوں کی ہوئی تھی وہ تو آپ کا چشم دید واقعہ ہے لیکن پھر جو آپ لوگوں کے حسب خواہش تحریری مضمون بھیجا گیا اسکا جواب بھی نہ رونڈھیل صاحب سے ہو سکا نہ رونڈ برائس صاحب سے۔ اب چونکہ آپ نے مباحثہ کے دن بڑے دعوی سے کہا تھا کہ اگر آپ چار ورق کا مضمون لکھیں گے تو ہم صرف آدھے صفحہ پر جواب دیں گے۔ لیکن آدھا صفحہ کیا ایک دفتر میں بھی آپ لوگوں کا جواب نہیں لکھا گیا اس لیے میں لکھتا ہوں کہ اپنے بڑے بول کو پورا کیجیے۔ آپکو اس بڑے بول کی وقعت دعوی تثلیث اور کفارہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

ان خطوں کا جواب اتنک دو مہینہ سے بھی زیادہ ہو گیا نہیں آیا اور نہ آنیکی امید ہے۔

خیر ان پادریوں کی حالت تو ناظرین کو معلوم ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ کیسے صداقت کے دشمن اور ہٹ دھرم ہیں۔ اب میں کل عیسائی دنیا کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اے عیسائیو۔ اے پادریو اے کلرجیو۔ اے بشپو۔ اے پوپ صاحب۔ جنکی نظر سے یہ میرا مضمون گذرے اگر تم لوگوں میں اس کے جواب دینے کی طاقت ہو تو لو تیار ہو جاؤ اور اپنے دعوی کو ثابت کر دکھلاؤ اور ضرور دکھلاؤ۔ اور میری دلیلوں کو توڑو۔ اور ضرور توڑو۔ دیکھو پہلو تہی نہ کرو جتنے مضمون اس کے جواب میں آئیں گے میں ہر ایک کے جواب دینے کے لیے تیار ہوں، ہاں تیار ہوں آزمالو۔ آزمالو۔ ضرور آزماؤ۔ ورنہ اس الزامی زندگی سے مرجانا بہتر ہے جو دعوی کرو اسکی دلیل پاس نہ رکھو۔ یہ کیسی بات ہے۔ یہی وقت روح القدس سے مدد لینے کا ہے اسوقت اگر مدد نہیں دیگی تو کب دیگی تمہارا ایک دعوی ٹوٹا جاتا ہے تو خبر لو ضرور لو۔

ناظرین اب میں تم سے جدا ہونے سے پہلے بھائی شیخ محمد صادق صاحب احمدی کا ایک مختصر سا مضمون اسی پیشگوئی کے بارہ میں بغیر سنائے نہیں رہ سکتا جس میں آیات ۱۶ و ۱۷ ۔ کی تفسیر بھی ہو جائیگی جو مباحثہ میں چھوڑ دی گئی تھی۔

عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ کے متعلق ہے اس کے دو جواب ہیں۔

اول ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا ہے کہ وہ نبی تیری مانند ہوگا یعنی صاحب شریعت ہوگا۔ مخالفین سے جنگ کرے گا۔ ایک قوم کا سردار ہوگا خود معاشرت کا نمونہ دکھلائے گا۔ ان باتوں میں سے کوئی بات حضرت عیسیٰ میں پائی نہیں جاتی تھی۔ بلکہ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ کی شریعت کو پورا کرنے آیا ہوں وغیرہ۔

دوم۔ نہایت غور کے قابل یہ بات ہے کہ مقام حوریب میں بنی اسرائیل پر شریعت نازل ہوئی تھی اور بنی اسرائیل کو اسجگہ خدا نے اپنی قدرت کا ایک نظارہ دکھایا گیا۔ مگر بنی اسرائیل نے ناشکری کی اور دعا مانگی کہ ہم پھر کبھی خدا کی آواز نہ سنیں۔ اسپر خدا نے انکی دعا کو قبول کیا اور فرمایا کہ اچھا آیندہ تمہارے درمیان کوئی ایسا نہ ہوگا جو شریعت لاوے۔ یہ راہ تم سب پر بند ہوا۔ آیندہ شریعت لانیوالا تمہارے بھائیوں میں سے یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا۔ آیت ۱۶ میں واقعہ حوریب کا ذکر ہے آیت ۱۷ میں بنی اسرائیل میں اس دعا کی قبولیت کا ذکر ہے آیت ۱۸ میں قبولیت کا نتیجہ بتلایا گیا ہے۔ فقط

اشتہار

کتاب آیات الرحمٰن

مختصر نوٹ اور نکات

حضرت مسیح علیہ السلام کی موت پر اس سے بڑھ کر اور زبردست دلیل کیا ہوگی کہ ان کی قوم میں زندگی کی روح باقی نہیں ہے یعنی وہ قوت قدسی اور پاک جذب جو دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اخلاق اور اعمال صالحہ میں ایک نمایاں اور درخشاں تبدیلی عطا فرماتا ہے اسکے آثار مفقود ہیں اور مردہ پرست ملت اور صلیب کے پجاری قوم میں ایک بھی مدعی نہیں پایا جاتا جو ان نشانات کی بنا پر اور اس معیار پر جو مسیح نے اپنا تمار دول کیلیے ایک پیمانہ مقرر کیا ہے کامل العیار ثابت ہو۔

زندہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک ہی ہے اور آپ ہی میں ہو کر اور آپ ہی کے طفیل سے کل انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی صداقت ثابت ہے وہ کون ہے حضرت خاتم سید ولد آدم محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم اسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ خدا نے اس رسول کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی پاک تائیدوں اور قوت قدسی کے ساتھ بھیجا کر اور متواتر نشان اسکی تائید میں ظاہر فرمائے ہیں اور انہوں نے اگر دعویٰ کیا ہے کہ میں خدا تعالےٰ سے فیض پاکر اور روح القدس کی قوت سے تائید پاکر بولتا ہوں اور غیبی تائید اور ان نشانات کے ساتھ جو قرآن کریم میں مومنوں کیلیے مقرر ہیں اپنے آپکو راستباز ثابت کرنیکے لیے ہر وقت طیار ہوں اور یہ امر دعویٰ ہی کے رنگ میں نہیں تا اس کے نشانات لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے دیکھے اور مشرق اور مغرب میں انکی اشاعت ہوئی۔ یہانتک کہ ہزارہا سعادت مندوں نے اسے قبول کیا اور قدسی قوت کے نیچے آکر اپنے اخلاق و عادات میں نمایاں تبدیلیاں حاصل کیں اور انہوں نے محسوس کیا کہ یہ تبدیلی محض اسی کے پاک انفاس کی وجہ سے ہوئی ہے۔

پس اسوقت اسلام کی زندگی قرآن کی زندگی اور سچ نبی ہے حی قیوم خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت اگر اسوقت کوئی ہے تو وہ **مسیح موعود کا پاک وجود ہے۔** جو لوگ بخل سے اور انانیت سے اسکی مخالفت کرتے ہیں اور قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع کہلا کر بھی انکار کرتے ہیں وہ اسمیں خوش ہونا چاہتے ہیں کہ **اسلام کو مردہ مذہب قرار دیں** !! آہ افسوس !!!۔

ناعاقبت اندیش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادعائے نبوۃ و رسالت پر جو فنا فی الرسول اور خاتم النبیین کے ظلہ اور لباس میں اور اسکی چادر کے نیچے ہے اعتراض کرتے ہیں اور خاتم النبیین کی مہر کے خلاف بتاتے ہیں مگر یہ تو نری منہ کی پھونکیں ہیں یا خیالی باتیں۔ وہ اسکا جواب کیوں نہیں دیتے کہ ختمیت کی مہر محمدؐ کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا مسیح ابن مریم علیہما السلام کے آنے سے سوال کے اس دوسرے حصہ کو بالکل ہضم کر جاتے ہیں اور اسکو چھوتے ہی نہیں حقیقت یہی ہے کہ یا تو مسیح ابن مریم اسرائیلی ناصری کے نزول کو صحیح قرار دیکر خاتم النبیین کی مہر کو توڑنیوالا اور قرآن کو چھوڑنیوالا انہیں بننا پڑے گا اور یا آخر قرآن اور احادیث کی پیشگوئی متعلقہ مسیح موعود کی صداقت کے لیے ماننا پڑیگا کہ **حق و حکمت وہی ہے جو جری اللہ فی حلل الانبیاء لے کر آیا ہے۔**

عسل مصفیٰ

مولفہ مرزا خدا بخش صاحب اتالیق نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۰۰ صفحہ کی کتاب قادیان میں جناب قاضی ضیاء الدین صاحب سے اور مالیر کوٹلہ میں مولوی محمد زمان صاحب سے ۲ قیمت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے جلد خریدو بہت خریدی جا رہی ہے۔

اس ہفتہ کی

بیعت

محمد عالم الدین صاحب۔ پیرو ضلع سیالکوٹ
محمد بخش صاحب سوداگر چرم کھجاہ
محمد ابراہیم صاحب امام مسجد ماسورہ کشمیر
عبدالرحمن صاحب واڑ " "
عبدالقادر صاحب " " "
حبیب اللہ صاحب خیاط " "
محمد جمعہ صاحب " "
شعبان ریشی صاحب " "
امیر ریشی صاحب
محمد رمضان صاحب متو۔ ریشی نگر "
ولی محمد صاحب " "
عبدالعزیز صاحب " "
عبدالعزیز صاحب گنائی " "
عبدالعزیز صاحب۔ نوہارا "
عبدالقدوس صاحب ریشی نگر "
محمد رمضان صاحب نمبردار " "
عبدالرحمن صاحب معہ زوجہ۔ چک امرچھہ متصل پاڑی پورہ چک راجہ صاحب
عبداللہ صاحب " "
مرزا محمد یوسف بیگ صاحب۔ بنگلور ملہوور بازار روڈ نمبر مکان ۴۰۔
عبدالحق صاحب کشمیری۔ سیالکوٹ
مرزا انتھو بیگ صاحب معہ قبیلہ۔ میانی "
عبدالرحمن صاحب۔ معسکر بنگلور اسٹریٹ محلہ بلاک پلی نمبر ۲۰ مکان۔
فرید الدین صاحب۔ بیٹی ریاست نابھا
اہلیہ خلیفہ محمد عبداللہ صاحب وکیل اسلام۔ معسکر بنگلور۔
فیروز الدین صاحب۔ مارو کی۔ گجرات
امام الدین صاحب " "
محمد صدیق صاحب " "
محمد حسین صاحب۔ الہ آباد۔ محلہ دائرہ شاہ اجمل
سید محمد صادق شاہ صاحب نمبردار لدرہ ولن ریاست کشمیر
حافظ عبدالکریم صاحب۔ ملوانی گجرات
سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ شاہپور

راقم محمد سراج الحق نعمانی

ایک ہفتہ کی تعطیل

خدا کے فضل و کرم سے الحکم نے اپنے ملک اور قوم کی خدمت میں ایک اور سال پورا کیا۔ اور خدا کرے کہ ہمیشہ کے لئے وہ بہترین **خادم اور رفیق ملک و قوم** ثابت ہو۔ (آمین)

سال بھر کی جسمانی اور دماغی محنت کے بعد حسب معمول وہ آخیر ہفتہ کی رخصت کی اطلاع دیتا ہے اگرچہ سال کا آخیری ہفتہ دارالامان مین قومی اجتماع کے باعث اس کی ازبس مصروفیت کا ہفتہ ہوتا ہے اور یہ تعطیل اس کے آرام کے لئے کافی نہیں ہو سکتی تاہم وہ نئے سال کے لئے پھر خدمت قوم کے لئے خدا کے فضل و کرم سے تیار ہو جاتا ہے۔ امید ہے ناظرین الحکم اپنی دعاؤن مین اپنے قومی خادم کو نہ بھولینگے۔ انشاء اللہ الحکم کا اگلا اشو ۱۹۰۱ء کا آخری نمبر ہوگا۔

غالباً یہان اس امر کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ اس سال الحکم گزشتہ تمام سالون کی نسبت بلحاظ مضامین و دیگر مراتب ظاہری کاغذ کتابت وغیرہ کے نہایت عمدہ حالت مین شایع ہوتا رہا ہے۔

اور یہ امر اولاً خدا تعالیٰ کے احسان پر مبنی ہے اور بلحاظ اسباب ظاہری خریداران الحکم کی خوش معاملگی اور وقت پر قیمت ادا کرنے پر۔ اس لئے مین ان تمام بزرگون کا شکر گذار ہون جنہون نے الحکم کی موجودہ حیثیت کو قائم رکھنے مین ممکن امداد سے دریغ نہین کیا۔ لیکن بہ نظر انصاف ابھی تک بڑا فور سہ ہے کہ الحکم کی اشاعت کی وسعت کے سوال کو عام طور پر قوم نے حل کرنے مین تغافل اور تساہل سے کام لیا ہے بجز چند احباب کے جو اس میدان مین کام کر رہے ہین۔ مین امید کرتا تھا کہ اگر میری تجویز پر عمل در آمد کرنے کی طرف توجہ کیجاتی تو ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو الحکم ایک ہزار طبع ہوتا مگر ابھی تک سات سو تک بھی نوبت نہین آئی

اخبار کی حالت اور ہیئت مین جو تبدیلیان میرے سامنے ہین۔ اس کے لئے کثرت اشاعت کا سوال حل ہونا ضروری ہے اس لئے مین اپنے ناظرین سے پھر امید کرتا ہون کہ وہ یہ خیال ہرگز نہ کرین کہ مذہبی اخبارات سے لوگون کو دلچسپی نہین وہ اپنے احباب کو کم از کم ایک سال کے لئے خریدار بنا لین آیندہ کے لئے الحکم خود ان کو اپنی خریداری پر متوجہ کرے گا بہر حال ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء کا اشو اس سال کا آخری نمبر ہوگا اور ۱۹۰۲ء کا پہلا نمبر ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو بفضلہ تعالےٰ شایع ہوگا۔ انشاء اللہ

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ۲۴ دسمبر کا اخبار ذرا دیر کرکے روانہ کیا جاوے گا بایں خیال کہ جو بزرگ یہان آنے والے ہون اُن کا **اخبار** مارا مارا نہ پھرے۔

لاہور مین مسلمانون کی ایک مذہبی جلسہ کی تیاریان

انجمن نعمانیہ لاہور کے آنیوالی جلسہ کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ بغرض اندراج الحکم وصول ہوا ہے جسے ہم مسلمانون کی اطلاع کے لئے درج کرتے ہین
(ایڈیٹر)

ہم اس امر کو کمال مسرت سے شایع کرتے ہین کہ **انجمن نعمانیہ لاہور کا** چودھوان سالانہ جلسہ ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ جنوری ۱۹۰۲ء (جمعہ۔ ہفتہ۔ اور اتوار کے دن) بمقام لاہور بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہوگا جس کے لئے ابھی سے دھوم دھام کی تیاریان ہو رہی ہین۔ اس انجمن کا مقصد خاص مذہبی ہے پولیٹیکل معاملات وغیرہ سے اس کو کوئی سروکار نہین اور بہت بڑی خصوصیت اس انجمن کی یہ ہے کہ نہ صرف مختلف اسلامی فرقون کے متعلق بلکہ غیر مذاہب والون کے مقابل بھی اس کی پالیسی بالکل صلح پسندی کی ہے نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے دیگر حصون کے بڑے بڑے نامی علما۔ اور مشاہیر اور سپیکر اس کے سالانہ جلسہ مین شامل ہوتے ہین اور اپنے فصیح و بلیغ تقریرون سے سامعین کو محظوظ فرماتے ہین گذشتہ جلسہ مین علاوہ لاہور کے علما و فضلا اور سپیکرون اور شعرا کے نامدار کے۔ پشاور۔ گوجرانوالہ گجرات۔ سیالکوٹ۔ لودھیانہ۔ کانگڑہ۔ پٹیالہ۔ بٹالہ۔ بھاولپور۔ دہلی۔ لکھنو۔ جالندھر ہوشیارپور۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ الہ آباد بمبئی وغیرہ مختلف مقامات سے بڑے بڑے معززین اور بزرگان قوم شریک جلسہ ہوئے تھے اور وعظ اور تقریرون نے اور نظمون نے جو سمان باندھا تھا وہ ابھی تک ہماری آنکھون کے سامنے ہے۔

غرضکہ پنجاب مین انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ گویا ایک اسلامی تیوہار ہوتا ہے کہ لاہور کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے اور مختلف اقطاع ہند کے مسلمانون باہم میل جول اور ملاقات بڑھانے کا موقع بھی ملتا ہے اس دفعہ کے سالانہ جلسے مین بالخصوص بہت ہی زیادہ رونق ہونے کی امید ہے کیونکہ ہندوستان کے بہت سے سربرآوردہ مشاہیر کیطرف سے تشریف آوری کے وعدے ہین۔ غرضکہ یہہ جلسہ اپنی وضع کا بالکل نرالا اور بے نظیر ہوتا ہے اولاد اسلام کے ماننے والے مسلمان اس انجمن پر شیدا اور فریفتہ ہین۔

عالیجناب لفٹننٹ کرنل سردار بہادر ساجد محمد عطاء اللہ خان صاحب رئیس اعظم پنجاب گذشتہ جلسہ کے میر مجلس تھے اور اس دفعہ بھی وہی ہونگے۔

جلسہ کی غرض «محض تبلیغ احکام الہی اور تحریص و تشویق علوم دین» بتائی گئی ہے۔ اور جو صاحب اس جلسہ مین کوئی مضمون یا نظم پیش کرنا چاہین ان کے لئے ضروری ہے کہ ۱۵۔ دسمبر ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے جناب **خلیفہ مولوی تاج الدین احمد صاحب پلیڈر و سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور** کے ساتھ خط و کتابت

کرین۔ بیرونجات کے مہمانوں کے لئے انجمن کی طرف سے اُن کی رہایش ورمہمانداری کا انتظام بلا کسی قسم کی فیس کے ہرسال کیا جاتا ہے۔ البتہ یہہ ضروری ہے کہ جو صاحب تشریف لانا چاہیں تاریخ ووقت تشریف آوری سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۲ء تک مطلع فرماویں تاکہ ریلوے اسٹیشن پر اُن کے استقبال کا اور نیز فروکش کرنے کا انتظام سہولت سے ہو سکے۔"

اے۔ ایل ڈینس صاحب اسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر راولپنڈی میں تعینات کئے جاوینگے اُن کے آنے تک سید ولی شاہ صاحب سیالکوٹ سے راولپنڈی کو جاوینگے۔

الیف۔ ٹی۔ ڈکسن صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج ہزارہ۔ آر۔ لی۔ کلارک صاحب سے سکدوش کئے جانے پر ملتان میں تعینات کیے جاوینگے

حرفت کی تعلیم

پرنس کنسرٹ مرحوم اپنے کل بچوں کو کسی نہ کسی صنعت کی ضرور تعلیم دلواتے تھے چنانچہ موجودہ شہنشاہ انگلستان کو موچی گری کی تعلیم دلوائی تھی جسمیں وہ بڑے مشاق ہیں۔ منہ

خراب مہینے

لندن میں دسمبر کا مہینہ صحت کے لحاظ سے سب سے خراب ہوتا ہے۔ اس کے بعد مارچ کا مہینہ ہے لیکن فرانس میں جنوری اور جرمنی میں مارچ سب سے خراب مہینے ہیں نیویارک امریکا کا باغ حیوانات سب سے بڑا ہوگا۔ اسکا رقبہ دوسو اکسٹھ ایکڑ ہوگا۔

خسرہ کا علاج

فرانس میں عورتیں ان بچوں کو جو خسرہ کے عارضہ میں مبتلا ہوتے ہیں سرخ کپڑے پہناتی ہیں ایک عالم نے تجربہ کیا ہے کہ ایسے مریض کی کھڑکیوں میں سرخ چپکانا مفید ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱) حضرت اقدس حجتہ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالےٰ اشاعت حق میں مصروف ہیں۔ مصر کے لئے رسالہ لکہا جا رہا ہے اور طاعون کے متعلق ایک جدید اشتہار عربی۔ فارسی۔ اردو۔ پشتو اور انگریزی میں طبع ہو رہا ہے۔

۲۔ **میگزین کا پراسپکٹس** اس ہفتہ انشاء اللہ شایع ہو جاوے گا۔ سردست انگریزی میگزین چالیس سے لیکر پچاس صفحوں تک ہر مہینے کی بیس تاریخ کو قادیان سے شروع سال سے شایع ہوگا۔ قیمت سالانہ **چہہ روپیہ** مع محصول ڈاک ہوگی۔ تمام درخواستیں اور قیمت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر رسالہ میگزین آنی چاہییں۔

۳۔ اس ہفتہ میں ملک پیر بخش صاحب صوابی سے اور میاں قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم سے دارالامان میں وارد ہوئے۔

۴۔ حضرت اقدس کے ایما سے ایک نقشہ ان تمام نشانات اور پیشگوئیوں کا طیار کیا جا رہا ہے۔ جو حضرت اقدس کی تائید میں خدا ے قدیر کے الہام کے موافق پوری ہو چکی ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی ترتیب حروف تہجی کے موافق ہوگی۔ اور اس میں وہ تمام پیشگوئیاں بھی درج ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے متعلق فرمائی تھیں۔ یا قرآن کریم میں درج ہیں۔ یہ نقشہ ایک قابل قدر چیز ہوگی۔ اور دنیا پر اتمام حجت۔

۵ رمضان شریف کا چاند جمعرات کو نظر آیا۔ اور یہاں دارالامان میں پہلا روزہ جمعہ کو ہوا۔

ایک مبارک تجویز

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کی چہٹی **ندوۃ العلماء** کے نام گذشتہ اشاعت الحکم میں شایع ہوئی ہے چونکہ وہ بہت ہی مفید اور قابل قدر چٹھی ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی ہزارہا کاپیاں شایع ہوں۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اپنی حیثیت کے موافق یہہ ارادہ کیا تہا کہ اس کو **پمفلٹ** کی صورت میں نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر **ساڑھے تین سو** چھاپ کر تقسیم کرے۔ یہہ پمفلٹ کوئی تین جزد کا ہوگا۔ اور ساڑہے تین سو پر کوئی عہ ۲۰ خرچ آئینگے جو ایڈیٹر الحکم ادا کریگا۔ اس کی روانگی ڈاک وغیرہ کے اخراجات مزید برآں ہونگے۔

مگر ابہی تک یہہ تجویز عام نہ کی گئی تہی کہ برادرم **ڈاکٹر رحمت علی صاحب** نے جو ایسے کاموں میں ہمیشہ بڑہ کر حصہ لیتے ہیں وزیرآباد کے ریلوے سٹیشن سے ایک خط حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے نام لکہا کہ اگر یہہ پمفلٹ کی صورت میں مفت تقسیم کیا جاوے تو **پانچ روپیہ** میں دینے کو طیار ہوں ان کے اس خط کی بنا پر مجھے تحریک ہوئی کہ اس تجویز کو عام کردوں۔ ممکن ہے کہ اور بہائی بھی اس ثواب میں شریک ہونا پسند کریں اس لئے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء تک انتظار کرکے میں ساڑہے تین سو کاپیاں اپنے خرچ سے چھپواکر اور ڈاکٹر صاحب کے خرچ سے مناسب مقامات پر بہیجدوں گا۔ اگر اور احباب اس کار خیر میں شریک ہو گئے۔ تو امید ہے کہ سات سو یا اس سے زیادہ جلدیں طبع ہو جائیں۔

بہر حال اب یہہ کام قوم کا ہے۔

قرآن مجید

کا

جدید ترجمہ اور دہلوی ابو بخوری

زندہ مترجم

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین ہمنے قرآن مجید کے ترجمے کے متعلق زندہ مترجمون کی خدمت مین ایک التماس کی تہی مراد ہمین امید تھی۔ کہ اگر دونو بزرگ یعنے مرزا حیرت اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے محض تجارتی اصول کو مدنظر نہین رکھا۔ تو وہ اس پر پوری توجہ کرین گے۔ مگر ہمین افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے اپنے تمول اور خیالی طلاقت لسانی کی شہرت کو قرآن مجید کی عزت و عظمت کے مقابلہ مین کوئی وزن دیکر اس تحریر پر توجہ کرنی ہی نامناسب سمجھی ہے۔ ورنہ اس کے کیا معنی کہ انہون نے اس کا کوئی جواب نہین دیا۔ ہان ڈپٹی صاحب نے شاید قرآن مین پڑھا ہوگا۔

وَالعِزَّةُ لِلّٰہِ جَمِیعاً اگر اُن کو قرآن کریم کی عزت مطلوب تھی تو کیا حرج تہا۔ وہ اس میدان مین نکلتے۔ برخلاف اسکے مرزا حیرت صاحب نے ہمین یقین دلانا چاہا ہے کہ وہ ہر طرح سے اس معاملہ کے صاف کرنے کے لئے طیار ہین۔ چنانچہ انہون نے یہانتک لکہدیا کہ **لاہور** مین ایک جلسہ کرکے وہ اس کا تصفیہ کرلینے پر رضامند ہین اور اگر ان کی غلطیان غلط قرار دیجا وین تو وہ بڑی خوشی کے ساتہہ تسلیم کرلینگے اس سے بڑہ کر ہم صفائی نیت کے لئے سرٹیفکٹ اور کسی دلیل کے محتاج نہیں ہین۔ اور ہم خوشی کے ساتہہ اس امر کا اظہار کرتے ہین۔ کہ مرزا حیرت صاحب نے اس بات کے پیش کرنے مین اور اپنی غلطیون کو جو بشری سہو کا تقاضا ہو سکتی ہین اور جو قرار دیجاوین کہ وہ غلطیان ہین) مان لینے کے لئے مردانہ جرأت کا اظہار کیا ہے انہون نے قرآن شریف کی عزت و عظمت کو اپنی شہرت اور محنت پر نثار کردینے کا کم از کم دعوے تو کردیا ہے۔ اس لئے ہم امید کرسکتے ہین۔ کہ اُن کو جو ضروری اور مفید باتین اس ترجمہ کے متعلق بتائی جاوینگی۔ وہ نہایت شوق اور خوشی بلکہ شکرگذاری کی روح لیکر انپر غور کرین گے۔ اور یہ ایک اصول ہے۔ جو قرآن مجید کی سچی خدمت کرنے والون کے ہمیشہ پیش نظر ہونا چاہیے + آئندہ کے لئے ضرور نہیں ہے۔ کہ الحکم بلاکسی خاص ضرورت کے اپنے کالمون مین اس بحث پر کوئی نوٹس لے۔

❊

روئے زمین کے مسلمانونکی انٹرنیشنل کانفرنس

مصر کے اخبارات **المؤید** اور **المنار** مین مندرجہ بالا مضمون پر مختلف رنگون اور پیرایونمین طبع آزمائیان کی گئی ہین۔ اور علی گڈہ گزٹ نے بھی ان اخبارات کے مضمون کو نقل کرتے ہوئے خود قریباً تین صفحہ کا آرٹیکل لکہا ہے یہ خیال کہ روئے زمین کے مسلمانون کی ایک جنرل کانفرنس ہو۔ کوئی نیا خیال نہیں ہے علی گڈہ گزٹ نے اس کو **جمال الدین** افغانی کی جدت طبع کا نتیجہ قرار دیا ہے ہم کو اسقدر پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے ہم اس کو صرف ۱۸۹۹ء تک پیچھے لے جاتے ہین۔ اسوقت بھی یہی بحث بعض جراید مین چہڑی تھی اور خصوصیت کے ساتہہ حبل المتین کلکتہ اس بحث مین نمایان پارٹ لینے والا تہا الحکم نے اس وقت بعض تحریکون پر اس کانفرنس کے متعلق جو رائے دی تھی اسے ہم ذیل مین درج کردیتے ہین اور اس وقت بہی ایسی کانفرنسوں کے متعلق ہماری یہی رائے ہے۔ اگرچہ گذشتہ اشاعت میں **ندوة العلماء** کے نام جو خط ہمارے محسن و مخدوم بزرگ کا شایع ہوا ہے وہ ایک قابل قدر اور لوح دل پر **آب عمل** سے لکہ لینے کے لائق زرین ہے اور اسکے اندراج کیبعد اور کسی تحریر کی ضرورت نہیں تاہم ہر امر کو تازہ کرنیکی لئے کہ الحکم نے اسوقت کیا رائے دی تہی اس نوٹ کو درج کردیا جاتاہی جو الحکم جلد ۲ نمبر ۲۸ و ۲۹ کے صفحہ ۴ کالم دو تین مین درج ہے ہم امید کرتے ہیں کہ **نواب محسن الملک** صاحب اور دوسرے لوگ جو ایسی کانفرنسونپر اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین اسپر بہی غور کرلین چونکہ یہ بحث اسوقت ہی بند ہوگئی تہی الحکم نے آیندہ خود بہی اس سلسلہ کو بند کردیا تہا اور اس نوٹ ہی کو کافی سمجہا تہا ہم چاہتے تہے کہ نواب محسن الملک صاحب کی تحریر کے چند کوٹیشن ان ناعاقبت اندیش مسلمانونکی خاطر یہان درج کردین جو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا کو اپنی اثبات دعوے کیخاطر کہا دوسرے ملک مین جانیکی مشورہ دیا کرتے ہین تاکہ انہیں معلوم ہو کہ وہان کے علما کا کیا حال ہی اور وہانکے عمایداور حکام کی کیسی حالت ہی مگر قلت گنجایش نے ہمین روکدیا تاہم ہم امید کرتے ہین کہ بہت جلد ہم وہ حصہ ضرور شایع کردین گے۔ انشا اللہ۔

نوٹ جو الحکم کے محولہ بالا نمبر مین شایع ہوا تہا یہ ہے

مسلمانان روئے زمین کی انٹرنیشنل کانفرنس

کچہہ عرصے سے بعض مسلمانان اخبارات مین عموماً اور اخبار حبل المتین کلکتہ مین خصوصاً اس امر پر بحث ہو رہی ہی کہ مسلمانان روے زمین کے چند معززز اور مقتدر علمائے اسلام باہم ہر سال کسی مقام پر اکٹھے ہوکر مسلمانونکی بہتری کے معاملات کی سوچنے اور شیعہ سنی مسلمانون مین باہم اتحاد پیدا کرنیکی کوشش کیا کرین اس تجویز پر جتنی منہ اتنی ہی باتین ہو رہی ہین۔ لاہوری پیسہ اخبار ایسی کانفرنس کے انعقاد کیجگہ **ام القراے** قرار دیتا ہی اور حاجی اسمٰعیلخان صاحب علی گڈھی ایسی کانفرنس سے یہ ظاہر کرتے ہین۔ کہ یورپ کی عیسائی سلطنتین مسلمانون کو پولٹیکل طور پر کمزور کرنے لگین گی اور بنظر بوجوہات ضروریات مختلفہ اہل اسلام ایسی کانفرنس ہی عمدہ نتیجہ پیدا نہو گا۔

مین نے بھی اس معاملہ پر خوب غور کیا۔ اور باوجودیکہ مجھے توجہ دلائی گئی کہ اسپر اپنی رائے ظاہر کردن۔ ابتداً مین نے مصلحتاً مناسب نہ سمجہا تہا کہ کسی

قسم کی رائے دون۔ بہرحال میری سمجھ ہی مین یہ امر نہیں آتا کہ ایسی کانفرنس قائم ہو کیونکر سکتی ہے میں اس امر کو تو مبارک فال سمجھتا ہوں۔ کہ مسلمانون کے مختلف فرقون مین اتحاد ہون۔ اور وہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً پر عمل کرین۔ مگر میرے خیال مین یہہ وحدت ارادی کی روح کسی مجمع یا کمیٹی سے پہونکی نہیں جاسکتی ہان ایک شخص اس قسم کی روح مسلمانون مین پھونک سکتا ہے۔

جو زمینی نہیں ہے بلکہ آسمانی ہو یہ کام ایرا غیرا نتھو خیرا کا نہیں بلکہ یہ ایک مامور من اللہ۔ امام کا کام ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت ایک نذیر دنیا مین آیا ہے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی جماعت نے عملی طور پر دکھا دیا ہے کہ ایسا اتحاد جو ایک وقت مین مان جائے بھائیوں مین ہو چاہیے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ہو سکتا ہے

لیس مین اس امر کو بآواز بلند کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جو لوگ مسلمانون کے باہمی تفرقہ پردازی سے اُن کی حالت ردیہ کو محسوس کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ اسلامی اخوت اور یگانگت کی روح پھونکین۔ تو وہ اس امام سے اپنا تعلق پیدا کرین اور پہلے خود تجربہ کریں پھر قوم کو اس مفید نسخہ کیطرف توجہ دلائیں۔ تو البتہ وہ کامیاب ہو سکتے ہین اور سچا اتحاد قائم ہو سکتا ہے ورنہ مین نہیں سمجھتا کہ ایک شیعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیزاری ظاہر کرتا ہوا کیونکر صدق دل سے ایک سنی مسلمان سے جو اُن کا دل و جان سے مداح ہے مل سکتا ہے اور ایسا ہی ایک سنی کیونکر اُن گالیون کو سنتا ہوا شیعہ سے مل سکتا ہے اگر ایسا ہو تو مداہنہ اور نفاق کے طور پر ہوگا۔ جو اور بھی برا اثر پیدا کریگا۔ ہان اگر سچا اتحاد ہی ہو تو پھر سمجھ لو کہ پھر مذہب کو خیرباد کہنا ہوگا۔

مین چاہتا ہون کہ اب اس مسئلہ پر ذرا وضاحت سے بحث کرون اس لئے آئندہ اشاعت پر اسے اٹھا رکہتا ہون مین جانتا ہون۔ کہ اس مضمون پر اکثر مخالفت کا شور بلند ہوگا۔ مگر مین بلاخوف لومۃ لائم ایک امر واقعی کے اظہار سے کیونکر رک سکتا ہون۔ لہذا مین حبل المتین کے لائق ایڈیٹر سے امید رکھتا ہون کہ وہ میرے خیالات پر ذرا غور سے نگاہ کرینگے کیونکہ جو کچھ لکھا گیا ہے یا لکھا جائے گا وہ نیک نیتی سے لکھا گیا ہے اور لکھا جائیگا۔

دلچسپ واقعات

مچھر اور موسیقی

یہ بیان کہ مچھرون پر موسیقی کا اثر ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے حیرتناک نہیں ہے۔ آواز کا اثر انسان و جانور دونوں پر ہوتا ہے یہ پرانا عقیدہ ہے۔ کہ خاص خاص قسم کے جانورون کے محو کرنے کے لئے استعمال کرتے ہین اس خیال کی جمیکا کے صیغہ تعمیرات کے ایک اعلیٰ افسر مسٹر برسن نے تصدیق کی ہے وہ لکھتے ہین۔ کہ جب بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی ہے تو مچھر جمع ہو جاتے ہین۔ چنانچہ انھون نے اپنے اوپر تجربہ کیا جیسے ہی آواز نکالی بکثرت مچھر سر پر جمع ہو گئے۔ لکھتے ہین نیویارک امریکہ میں چند سال ہوئے ایک انجن برقی روشنی کا لگایا گیا۔ چلنے کے وقت بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی تھی مچھر سن کر انجن کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ مگر ایک عجیب بات یہ ہوتی تھی کہ اگر مچھر مشین کے گرد جمع ہوتے تھے تو زیادہ غور کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ مذکر مچھر یہ سمجھکر کہ مونث مچھر بھنبھنا رہا ہے گرد مشین کے جمع ہو جاتے ہین اس مسئلہ کی نیچرسٹ لوگ تحقیقات کرینگے اور کیا عجب ہے کہ مچھرون کی روز افزوں تعداد کم کرنے کے لئے کوئی مشین ایجاد ہوا۔ اور یورپ کے ڈاکٹر دِق و تپ دق پھیلانے والے کیڑون کے کم کرنے میں کامیابی ہو۔

گھوڑے کہاں سستے پائیں

یہ بیرا واقع روس مین سَو آدمی پیچھے پچاسی گھوڑے ہین۔ ریاستہائے متحدہ مین سَو پیچھے بائیس۔ اور فرانس مین سَو پیچھے سات ارجنٹائن ریپبلک گھوڑون کی کثرت کے لحاظ سے کل ملکون سے بڑا ہے وہان سَو آدمیون میں ایک سَو بارہ گھوڑے ہین۔ گھوڑے کی اوسط قیمت اٹھارہ روپیہ ہے۔ منہ

طویل العمر

تعجب کی بات ہے کہ گرم آب و ہوا مین سَو برس سے زیادہ عمر والے کثرت سے پائے جاتے ہین۔ سلطنت جرمنی مین جس کی آبادی پانچ کروڑ پچاس لاکھ ہے سات سَو اٹھتر آدمی سَو برس سے زیادہ عمر کے ہین۔ فرانس کی چار کروڑ آبادی مین دو سَو تیرہ سَو برس سے زیادہ عمر کے آدمی ہین۔

بازیافتہ عینک

جنرل سر آیان ہملٹن کی عینک کے متعلق ایک عجیب دلچسپ روایت مشہور ہوئی ہے بیس برس ہوئے جب جنرل موصوف ایک معمولی سپاہی تھے تو مجوبا ہل کی جنگ مین اُن کی عینک جاتی رہی تھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی بوئر نے اٹھا لی تھی۔ اور چونکہ عینک اُسکی آنکھ مین لگتی تھی۔ لہذا اس نے اُسکو بیس برس تک استعمال کیا۔ سال حال کے شروع مین ایک مردہ بوئر کے کوٹ سے یہ عینک برآمد ہوئی۔ چونکہ عینک کے خانہ پر جنرل ہملٹن کا نام تھا۔ اس لئے اپنے اصلی مالک کے پاس پہنچا دیگئی۔ منہ

تمباکو نوشی کی ممانعت

جش مین تمباکو نوشی داخل جرم ہے وہان ۱۶۴۲ء سے تمباکو نوشی کی قانونی ممانعت ہے۔ پہلے یہ صرف پادریون کے لئے تھی۔ مگر بعد سب کے لئے ہو گئی حتیٰ کہ فی زمانہ غیر ملک کے باشندے بھی جش مین